فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: منکر حدیث کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حدیث وحی ہے، یہ من جانب اللہ ہے، اس کا انکار اللہ کی وحی کا انکار ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النّساء : ۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (المائدة : ٦٤)

''ہم نے ہر رسول اس لیے بھیجا، کہ اس کی اللہ کے اذن سے اطاعت کی جائے۔''

حدیث کا منکر کافر، ملحد اور زندیق ہے، لہٰذا اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: پرویزیوں کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: غلام احمد پرویز سخت منکر حدیث تھا، اس جیسے عقائد رکھنے والے کا ذبیحہ شرعاً حلال نہیں، اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

سوال: قادیانی نے بسم اللہ پڑھ کر اللہ کے نام پر ذبح کیا، کیا یہ ذبیحہ حلال ہے؟

جواب: قادیانی مرتد کافر ہیں، ان کا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں، یہ جانور اللہ کے نام پر

بھی ذبح کریں، تو وہ ذبیحہ حرام ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔

(سوال): آغا خانی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): آغا خانی غالی روافض ہیں، یہ کافر و مرتد ہیں، ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔

(سوال): کانٹے سے مچھلی کا شکار کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، اس میں کوئی وجہ کراہت نہیں۔

(سوال): حرام جانوروں کے شکار کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بعض منفعت کے لیے حرام جانور کو شکار کرنا بھی جائز ہے۔

(سوال): اگر کسی نے چوری کا جانور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا، تو کیا وہ حلال ہے؟

(جواب): چوری کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس کا گناہ اپنی جگہ، مگر چوری کے جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے، تو وہ حلال ہے، اس کا کھانا حرام نہیں۔

(سوال): غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا جانے والے جانور کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مخلوق کی تعظیم میں جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم و تقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے۔ ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(صحیح مسلم : 1978)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (المائدۃ: ۳) ''جو کچھ

غیر اللہ کے لیے پکارا جائے (حرام ہے)'' سے مراد ظاہری طور پر غیر اللہ کے لیے ذبیحہ ہی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کے لیے ذبیحہ ہے، جب یہ مقصود ہو، تو زبان سے کہنا یا نہ کہنا برابر ہیں۔ ایسے ذبیحہ کی حرمت اس ذبیحہ سے بڑی ہے جسے ذبح تو گوشت کے لیے کیا جائے، لیکن نام ذبح کے وقت مسیح کا لیا جائے، اسی طرح جو ہم اللہ کے تقرب کے لیے اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، وہ اس ذبیحے سے بڑھ کر پاکیزہ و مقدس ہے، جسے ہم اللہ کے نام پر گوشت کے لیے ذبح کریں، کیونکہ نماز اور قربانی کی صورت میں اللہ کی عبادت دیگر امور کے شروع میں اس کا نام لینے سے بڑی عبادت ہے، جب وہ جانور حرام ہے، جسے مسیح یا کسی ستارے کا نام لے کر ذبح کیا جائے، تو وہ ذبیحہ بالاولی حرام ہوگا، جسے مسیح یا ستارے کے لیے ذبح کیا جائے، اس بحث سے آپ کو معلوم ہو جائے گا، اس شخص کی بات مردود ہے، جو کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور تو حرام ہے، لیکن غیر اللہ کے لیے ذبح کیا ہوا جانور حرام نہیں، جیسا کہ ہمارے اصحاب اور دوسرے لوگوں کے ایک گروہ کا کہنا ہے، بلکہ اگر اس کے الٹ کہا جاتا، تو اس سے زیادہ مناسب ہوتا، کیونکہ غیر اللہ کی عبادت، غیر اللہ سے مدد مانگنے سے بڑا کفر ہے، لہٰذا اگر غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کیا جائے، جیسا کہ اس امت کے منافقوں کا ایک گروہ کرتا ہے، تو یہ حرام ہوگا، اگر چہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی لیا جائے، یہ لوگ ستاروں کے تقرب کے لیے جانور ذبح اور خوشبوئیں وغیرہ نذر کرتے ہیں، اگر چہ یہ لوگ تو ہیں ہی مرتد، ان کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں، لیکن اس

ذبیحہ میں دو خرابیاں جمع ہوگئی ہیں؛① یہ غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔② یہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔"

(اقتضاء الصّراط المستقیم : 563/2)

سوال: اہل کتاب اگر جانور ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ نہ پڑھیں، تو ان کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، البتہ اگر وہ جان بوجھ کر ذبح کے وقت بسم اللہ ترک کر دیں، تو وہ ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: اسلم کی زمین پر جنگلی کبوتر آتے ہیں، زید شکاری ہے، کیا وہ اسلم کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں شکار کر سکتا ہے؟

جواب: جنگلی شکار کسی کی ملکیت نہیں، زید اجازت کے بغیر شکار کر سکتا ہے، البتہ اگر اسلم نے زمین اس لیے چھوڑی ہے کہ شکاری پرندے ہیں، تو اس کی اجازت ضروری ہے، نیز اگر اسلم کی زمین میں فصل ہے اور شکار سے وہ فصل خراب ہو سکتی ہے، تو بھی اس کی اجازت ضروری ہے۔

سوال: ایک آدمی نے پرندے کو بندوق سے گولی ماری، بسم اللہ نہیں پڑھی، پرندے کا سر کٹ گیا، شکاری نے فوراً بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا، ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ذبح کرتے وقت پرندے میں زندگی کی رمق باقی تھی، تو یہ ذبیحہ شرعاً صحیح ہے، اسے کھانا حلال ہے۔

سوال: ایک تکبیر سے دو مرغیاں ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر مرغی پر الگ تکبیر پڑھنی چاہیے، البتہ مشینی ذبیحہ میں مشین کو چلاتے وقت

ایک بار تکبیر پڑھ لی جائے، تو جب تک مشین بند نہیں ہوتی، تو وہ تکبیر کافی ہے۔

(سوال): زید فارم کا مالک ہے، وہ شکاریوں کو اس فارم میں شکار کی اجازت دیتا ہے اور ہر شکار پر طے شدہ قیمت وصول کرتا ہے، کیا زید کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟

(جواب): زید فارم کا مالک ہے، وہ شکار پر قیمت وصول کرسکتا ہے۔

(سوال): ایک شخص کا فارم ہے، وہ اس میں داخل ہونے اور شکار کرنے کی فیس لیتا ہے، مثلاً جس نے شکار کرنا ہے، اس سے پانچ سو روپے وصول کرتا ہے اور جس نے شکار نہیں کرنا، صرف سیر وسیاحت کرنی ہے، اس سے ایک سو روپے، کیا فارم میں داخل ہونے پر فیس وصول کرنا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے، کراہت یا حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔

(سوال): مچھلیاں یا کوئی بھی شکار پکڑنے کے لیے زندہ کیڑوں کو استعمال کرنا کیسا ہے؟

(جواب): شکار کے لیے زندہ کیڑوں کو بھی استعمال کیا جاسکتا اور مردہ کو بھی۔

(سوال): مچھلی پکڑنے کے لیے کیچوے کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

(جواب): کیچوے کی مدد سے مچھلی کا شکار کرنا جائز ہے۔

(سوال): نابالغ بچے کے شکار کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نابالغ بچہ اگر تکبیر پڑھ کر شکار کرے، تو اس کا شکار شرعاً حلال ہے۔

(سوال): زرافے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): زرافہ حلال جانور ہے، اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں، نہ اس میں حرام جانوروں کی علامات پائی جاتی ہیں، لہٰذا اس کا گوشت حلال ہے۔

(سوال): زیبرے کا کیا حکم ہے؟

جواب: زیبرا حلال ہے، اسے جنگلی گدھے کی ایک قسم شمار کیا گیا ہے اور جنگلی گدھا حلال ہے، لہٰذا زیبرا بھی حلال ہے، نیز اس میں حرام جانوروں کی کوئی علامت موجود نہیں۔

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند محرم صحابہ کے ساتھ تھے، جب کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ خود حالت احرام میں نہیں تھے، انہوں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک جنگلی گدھے کو مار گرایا، آپ نے اس کا گوشت کھایا، مگر آپ کے ساتھیوں نے کھانے سے انکار کر دیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو کھانے کے متعلق)، پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: آپ نے اشارہ کیا ہو، یا قتل کیا ہو، یا شکار کیا ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! فرمایا: تو اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

(صحیح البخاري: 1824، صحیح مسلم: 1196، المنتقی لابن الجارود: 435)

سوال: کنگرو کا کیا حکم ہے؟

جواب: کنگرو حلال ہے، یہ ہرن کی طرح ہے۔ اس میں کوئی وجہ حرمت نہیں پائی جاتی۔

سوال: گھریلو گدھے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: گھریلو گدھا، جسے گھر میں پالا جاتا ہے اور کام لیا جاتا ہے، اس کا گوشت پہلے حلال تھا اور کھایا جاتا تھا، پھر خیبر والے دن اس کا کھانا حرام کر دیا گیا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔''

(صحيح البخاري :5521، صحيح مسلم :561، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت (کھانے) کی اجازت دی۔''

(صحيح البخاري : 4219، صحيح مسلم :1941، واللّفظ لهٗ)

گھریلو گدھے کی حرمت پر بے شمار دلائل ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گھریلو گدھے کے گوشت اور ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 89/4، سنن أبي داوٗد : 379، سنن ابن ماجه : 3198، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 210/4، المُعجم الكبير للطّبراني : 3822، سنن الدّارقطني : 287/4، التّمهيد لابن عبد البر : 128/10)

جواب: یہ حدیث ضعیف و مضطرب ہے۔

① صالح بن یحییٰ بن مقدام ضعیف ہے۔

۞ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ . ''یہ منکر الحدیث ہے۔''

(التّاريخ الكبير : 292/4)

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات میں ذکر کر کے فرمایا:

يُخْطِئُ . ''یہ غلطیاں کرتا تھا۔''

(الثقات : 459/6)

اس کی توثیق ثابت نہیں، البتہ بعض اہل علم نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔

② یحییٰ بن المقدام کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/۵۲۴'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

اس حدیث کے بارے میں؛

۞ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، یہ بات حافظ نووی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔''

(حاشية السّندى على سنن النّسائي : 202/7)

۞ حافظ موسیٰ بن ہارون حمال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 278/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ .

''اس حدیث کی سند محل نظر ہے۔''

(مَعالم السّنن : 245/4)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ غَيْرُ ثَابِتٍ، وَإِسْنَادُهُ مُضْطَرِبٌ .

''یہ حدیث ثابت نہیں اور اس کی سند مضطرب ہے۔''

(السنن الصغرٰی : 64/4)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ لِضَعْفِ إِسْنَادِهِ .

''اس حدیث سے دلیل نہیں بنتی، کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے۔''

(التّمهيد : 128/10)

❁ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُمَا أَصْلَحُ مِنَ هٰذَا الْإِسْنَادِ .

''ان دونوں (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی گھوڑے کی حلت والی حدیثوں) کی سند اس حدیث کی سند سے اچھی ہے۔''

(الضّعفاء الكبير : 206/2)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(المحلّٰى : 100/8)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔''

(شرح السّنة :11/255)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ خَالِدٍ لَا يَصِحُّ .

''سیدنا خالد رضی اللہ عنہ والی حدیث ثابت نہیں ہے۔''

(التّلخيص الحبير : 4/141)

(جواب): بارہ سنگھا کا کیا حکم ہے؟

(سوال): بارہ سنگھا حلال ہے، اس میں حرام جانوروں کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی، اسے جنگلی گائے کے مشابہ کہا جاتا ہے اور جنگلی گائے حلال ہے۔

(سوال): ابابیل کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ابابیل حلال پرندہ ہے، اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّ أَكْلَ الْأَبَابِيلِ ...... حَلَالٌ .

''فقہا کا اتفاق ہے کہ ابابیل کھانا حلال ہے۔''

(مراتب الإجماع، ص 149)

(سوال): دلدل (Duldul) کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

(جواب): دُلدُل (Duldul) کا گوشت حلال ہے، اس میں حرام جانوروں کی کوئی علامت موجود نہیں، بعض نے اسے سیہہ کی قسم بنایا ہے، سیہہ بھی حلال ہے۔

(سوال): وہیل مچھلی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): تمام سمندری جانور حلال ہیں، وہیل مچھلی بھی سمندری جانور ہے، لہٰذا یہ حلال ہے، سمندری جانور سے مراد یہ ہے کہ جو زیادہ دیر تک پانی سے باہر زندہ نہ رہ سکیں۔

❁ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْبَحْرِ شَيْءٌ إِلَّا قَدْ ذَبَحَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكُمْ .

''سمندر میں زندہ رہنے والی ہر جاندار شے کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ذبح کر دیا ہے۔''(شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 211/10، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا شریح حجازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ .

''سمندر میں زندہ رہنے والی ہر شے کو ذبح کر دیا گیا ہے۔''

(التاريخ الكبير للبخاري : 228/4، وسندهٗ صحيحٌ)

مچھلی کی حلت پر اتفاق ہے، وہیل بھی مچھلی کی ایک قسم ہے، لہٰذا حلال ہے۔

(سوال): کیٹ فش (Cat fish) کھانے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): تمام سمندری جانور حلال ہیں، ان کو کوئی بھی نام دے دیا جائے۔ کیٹ فش (Cat fish) بھی سمندر میں رہتی ہے، لہٰذا حلال ہے۔

(سوال): ڈولفن (Dolphin) مچھلی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مچھلی کی تمام اقسام حلال ہیں، ڈولفن بھی حلال ہے۔

(سوال): کیکڑا (Crab) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کیکڑا (Crab) خبائث میں سے ہے، اس کا کھانا حلال نہیں، واللہ اعلم!

(سوال): کلماری (Calamari) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حلال ہے۔ یہ سمندری جانور ہے اور تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

(سوال): شارک (Shark) مچھلی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حلال ہے۔

(سوال): (Octopus) کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): (Octopus) سمندری جانور ہے، تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

(سوال): بعض لوگ مچھلی پکڑ کر خاص قسم کے برتن میں ڈال لیتے ہیں، پھر اسے بار بار بجلی کے جھٹکے دے کر مارتے ہیں، کیا ایسی مچھلی کا کھانا حلال ہے؟

(جواب): ایسی مچھلی تو حلال ہے، مگر اسے اس طرح بلاوجہ تکلیف دینا جائز نہیں۔

(سوال): مچھلی طبعی موت مر جائے، تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

(جواب): مچھلی اور سمندری جانور ہر حالت میں حلال ہے، خواہ اسے مارا جائے، یا طبعی موت مر جائے، یا مر کر پانی پر تیر آئے، یا مردہ حالت میں مل جائے، ہر طرح حلال اور جائز ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذبح کر دی گئی ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ، وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ، فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا، فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ، يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ، فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ.

''ہم نے غزوہ خبط میں شرکت کی، ہمارے امیر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، ہم بھوک سے دوچار تھے کہ سمندر نے مردار مچھلی باہر پھینک دی، جس کا

نام عنبر تھا۔ وہ مچھلی ہم نے تقریبا نصف ماہ کھائی۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی سیدھی کی، (وہ اتنی بڑی تھی کہ) ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔"

(صحيح البخاري : 5493، صحيح مسلم : 1935)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ، أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ .

"اسے کھالیں، یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رزق پیدا کیا ہے، اگر کچھ حصہ بچا ہو، تو ہمیں بھی کھلائیے گا، ایک صحابہ نے اس مچھلی کا گوشت پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔"

(صحيح البخاري : 4362، صحيح مسلم : 1935)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِبَاحَةُ مَيْتَاتِ الْبَحْرِ كُلِّهَا سَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا مَاتَ بِنَفْسِهٖ أَوْ بِاصْطِيَادٍ وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى إِبَاحَةِ السَّمَكِ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مردار حلال ہیں، خواہ وہ مردار خود بخود مرا ہو، یا شکار سے۔ مچھلی کے حلال ہونے پر تو مسلمانوں کا اجماع ہے۔"

(شرح مسلم : 86/13)

سوال: پانی میں لاٹھی ماری اور مچھلی پانی میں ہی مرگئی، تو کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ پانی کا ہر مردار حلال ہے۔

سوال: کیا قرآن میں مردہ مچھلی کی حلت بیان ہوئی ہے؟

(جواب): قرآن کریم نے سمندر کے تمام مردار کی حلت بیان کی ہے، جو مچھلی کو بھی شامل ہے اوران تمام جانوروں کو بھی شامل ہے، جن کی زندگی پانی پر معلق ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ﴾ (المائدة: ٩٦)

''تمہارے فائدے کے لیے سمندر کا شکار اور کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔''

❁ اس کی تفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا لَفِظَ مَيْتًا فَهُوَ طَعَامُهُ .

''جس مردار کو سمندر باہر پھینک دے، وہ سمندر کا کھانا ہے۔''

(تفسیر ابن أبي حاتم: 6834، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

طَعَامُهُ: مَا قَذَفَ .

''سمندر کے کھانے سے مراد وہ جانور ہے، جسے سمندر باہر پھینک دے۔''

(تفسیر الطّبري: 727/8، وسندهٗ صحیحٌ)

(سوال): کیا مچھلی کا کوئی عضو حرام ہے؟

(جواب): مچھلی میں کوئی عضو حرام نہیں۔

(سوال): حلال جانوروں کا مغز کھانے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مغز جسے لوگ ''حرام مغز'' کہتے ہیں، کا کھانا حلال ہے، حلال جانور میں سوائے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) کے، کوئی عضو حرام یا مکروہ نہیں۔

(سوال): حلال جانور کی غدود کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حلال جانور کی غدود بھی حلال ہیں، ان کی حرمت یا کراہت پر کوئی صحیح دلیل ثابت نہیں۔

(سوال): چکور کا کیا حکم ہے؟

(جواب): چکور بالاتفاق حلال ہے۔

❁ علامہ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّ ...... الْحَجَلَ ...... حَلَالٌ أَكْلُهَا .

''فقہا کا اتفاق ہے کہ چکور کا گوشت کھانا حلال ہے۔''

(الإقناع في مسائل الإجماع : 1828)

(سوال): تلیر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): تلیر بالاتفاق حلال ہے، اس میں کوئی وجہ حرمت بھی نہیں پائی جاتی۔

(سوال): مرغابی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): مرغابی حلال ہے، اس میں حرام پرندوں کی علامت موجود نہیں۔

(سوال): ''ہنس''(Goose) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ''ہنس''(Goose) حلال ہے۔

(سوال): بن مانس (Guenon) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بن مانس (Guenon) بندر کی قسم ہے، یہ درندہ ہے، لہذا حرام ہے۔

(سوال): تیندوا (Cheetah) کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

(جواب): تیندوا (Cheetah) حرام ہے، اس کی کچلیاں ہوتی ہیں۔

(سوال): چمگادڑ (Bat) کا کیا حکم ہے؟

جواب: چمگادڑ حرام ہے، اس کا شمار خبائث میں ہوتا ہے۔

سوال: ریچھ (Bear) کا کیا حکم ہے؟

جواب: ریچھ (Bear) حرام ہے۔ یہ درندہ ہے۔

سوال: شکرا (Falcon) کا کیا حکم ہے؟

جواب: شکرا (Falcon) حرام ہے، یہ پنجے سے شکار کرتا ہے، پنجے سے شکار کرنے والے تمام پرندے حرام ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ .

''نبی کریم ﷺ نے ہر کچلی (نوکیلے دانت) والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے سے منع کیا ہے۔''

(صحیح مسلم : 1934)

سوال: کچھوا (Turtle) کا کیا حکم ہے؟

جواب: کچھوا (Turtle) حرام ہے، یہ خبائث میں سے ہے۔

سوال: گلہری (Squirrel) کا کیا حکم ہے؟

جواب: گلہری (Squirrel) کی حلت اور حرمت میں اہل علم کا اختلاف ہے، اصل حلت ہے، حرمت پر کوئی دلیل نہیں، لہٰذا حلال ہے۔

سوال: گدھ (Valture) کا کیا حکم ہے؟

جواب: گدھ (Valture) حرام پرندہ ہے۔ یہ پنجے سے شکار کرتا ہے۔

(سوال): گرگٹ (Chameleon) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): گرگٹ (Chameleon) حرام ہے، اسے قتل کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

❀ سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر (آگ میں ڈالے جانے کے بعد) پھونکتا تھا (تاکہ آگ تیز ہو جائے)۔''

(صحيح البخاري: 3359، صحيح مسلم: 2237)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ.

''جس نے گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مارا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں اور جس نے دوسری چوٹ میں مارا اس کے لیے پہلی سے کم نیکیاں ہیں اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا، اس کے لیے دوسری سے کم نیکیاں ہیں۔''

(صحيح مسلم: 2240)

(سوال): گینڈا (Rhino) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): گینڈا (Rhino) کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، یہ سبزہ خور جانور ہے، جگالی کرتا ہے۔

(سوال): لومڑی (Fox) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): لومڑی (Fox) حرام ہے، کیونکہ یہ درندہ ہے۔

(سوال): مگرمچھ (Crocodile) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مگرمچھ (Crocodile) حرام ہے، یہ خبائث میں سے ہے، اس کی کچلیاں ہوتی ہیں۔

(سوال): مکڑی (Spider) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مکڑی (Spider) حرام ہے، یہ کیڑا مکوڑا ہے۔

(سوال): نیولا (Weasel) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نیولا (Weasel) حرام ہے، یہ خبائث میں سے ہے۔

(سوال): بعض آیت کریمہ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: ۲) ''اپنے رب کے لے ہی نماز پڑھ اور اسی کے نام پر ذبح کر'' سے قربانی کا وجوب ثابت کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس آیت میں مطلق ذبح کا حکم ہے کہ جس طرح نماز سجدہ صرف اللہ کے لیے روا ہے، غیر اللہ کے لیے جائز نہیں، اسی طرح ذبح بھی عبادت ہے، لہٰذا یہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے ہونا چاہیے۔ اس سے قربانی کرنے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

اگر اس آیت سے قربانی کا وجوب ثابت ہوتا، تو صحابہ کرام اور ائمہ اہل سنت ضرور ثابت کرتے، وہ سب سے بڑھ کر قرآن وحدیث کی نصوص کے مطالب ومعانی اور مفاہیم سے واقف تھے، ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت سے قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ اس پر سہاگہ یہ کہ محدثین کا اجماع ہے کہ قربانی مستحب سنت ہے۔ اجماع کے خلاف قرآن کریم کی کوئی تعبیر معتبر نہیں۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ .

''کسی صحابی سے قربانی کو واجب کہنا ثابت نہیں۔''

(المحلّٰی بالآثار : 10/6)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُضَحُّونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ لَا يَلْتَزِمُونَ الْأُضْحِيَّةَ .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔''

(الاعتصام : 602/2)

❁ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی ترک کرنا ثابت ہے۔

(الخلافیّات للبیهقي : 335/7، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مسند الفاروق :332/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۲۶۵/۹، وسنده صحیحٌ) اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (المحلّٰی لابن حزم : ۳۵۸/۷، وسندهٗ صحیحٌ) قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوفٌ .

''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري، قبل الحدیث : 5545، تغلیق التّعلیق لابن حجر : 3/5، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 3/10)

امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

سوال: کیا قربانی کے لیے کوئی نصاب مقرر ہے؟

جواب: قربانی مشروع مستحب سنت ہے، اس کے لیے نصاب مقرر نہیں۔ قربانی کے وجوب کے لیے زکوۃ کے نصاب کی شرط لگانا بے دلیل ہے، عمل صحابہ اور اسلاف امت کے اجماع کے خلاف ہے، کیونکہ اسلاف امت میں کوئی بھی قربانی کے وجوب کا قائل نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَدَرَ عَلٰی سِعَةٍ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''جو استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔''

(التّمهيد لابن عبد البر : 23/191، وسندهٗ صحيحٌ)

اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے، مگر اس کا مرفوع ہونا خطا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهٖ وَوَقْفِهٖ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

''اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔''

(فتح الباري : 3/10)